اردو منظوم ترجمہ

رسالہ

لَذَّۃُ الْاَرْوَاح

تصنیف

شیخ المشائخ حضرت عارف الولی

خواجہ شاہ غلام نبی السّرہندی

النقشبندی المجددی قدس اللہ سِرّہ العزیز

مترجم

پروفیسر حضور احمد سلیم

سابق استاد و صدر شعبہ فارسی، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو

قصر الادب حیدر آباد

نام کتاب : لذۃ الارواح

مترجم : پروفیسر حضور احمد سلیم

اشاعتِ اوّل : جون ۲۰۰۰ء

پرنٹرز : افضال پرنٹنگ پریس، کھوکھر محلّہ، حیدر آباد۔

ناشر : قصر الادب
فلیٹ نمبر اے-۴، جامع کلاتھ مارکیٹ، لطیف آباد نمبر ۸، حیدر آباد۔

فہرست

دیباچہ: ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں	۴
عرض مترجم: پروفیسر حضور احمد سلیم	۵
آغازِ نظم	۶
سلوکِ سبعہ کی معرفت کے بارے میں	۸
لطیفۂ قلبی	۱۰
نورِ قلبی کی معرفت کے بارے میں	۱۱
جہادِ قلبی کی معرفت کے بارے میں	۱۳
لطیفۂ روحی	۱۵
نورِ روحی کا معرفت کے بارے میں	۱۶
لطیفۂ سِرّی	۱۷
نورِ سِرّی کی معرفت کے بارے میں	۱۸
لطیفۂ خفی	۱۹
نورِ خفی کی معرفت کے بارے میں	۲۰
لطیفۂ اخفیٰ	۲۱
نورِ اخفیٰ کی معرفت کے بارے میں	۲۲
لطیفۂ نفسی	۲۳
پانچوں لطائف کے مشارب کے بارے میں کہ ہر مشرب کی نسبت کسی ایک نبیؑ سے ہے	
مشربِ ابوالبشر حضرت آدمؑ	۲۴
مشربِ حضرت ابراہیمؑ و نوحؑ	۲۷
مشربِ حضرت موسیٰ کلیم اللہ	۲۹
پیر کا مرید کو اجازت دینا	۳۰
ختمِ کتاب کے بارے میں	۳۱

دیباچہ

حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام نبی فاروقی مجددی سرہندی قدس سرہ نے یہ منظوم رسالہ (جیسا کہ اس میں مذکور ہے) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کے اذن سے ارقام فرمایا تھا جس میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے کچھ اسباق درج ہیں۔ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ ہم لوگ اتنے اسباق بھی حاصل کرلیں تو عاقبت کے لیے بہت بڑا توشہ جمع ہو سکتا ہے۔ بہت مبارک ہیں وہ ہستیاں جنھوں نے ان اسباق کے ذریعے ہمارا تزکیہ فرمانا چاہا ہے۔

اصل رسالے میں زبردست سلاست اور روانی موجود ہے لیکن آج کل فارسی کا رواج کم ہو گیا ہے اس لیے فاضل گرامی جناب پروفیسر حضور احمد سلیم صاحب (سابق صدر شعبہ فارسی، سندھ یونیورسٹی) نے اسے اردو نظم میں منتقل کیا ہے۔ گویا یہ شرابِ معرفت دو آتشہ بن گئی ہے اور اس لیے اور بھی کہ پروفیسر موصوف خود اس سلسلۂ عالیہ میں خلیفہ مجاز ہیں۔ اور وہی ایسے مفید کام کے اہل بھی ہیں۔ چنانچہ امید ہے کہ جو شخص اس سے مستفیض ہوگا دونوں جہانوں کی فلاح و صلاح سے بہرہ مند ہوگا۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

احقر

(ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں)

عرضِ مترجم

زیرِ نظر کتاب "لذت الارواح" شیخ المشائخ حضرت عارف الولی خواجہ شاہ غلام نبی السرہندی النقشبندی المجددی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف ہے جو تمام تر تصوف اور معرفت کے متفرق اسباق پر مشتمل ہے اور ہر سبق بہ لحاظ مراتب و مدارج اور نتائج اپنا جداگانہ مقام، کیفیت و لذت رکھتا ہے۔ یہ سارا سلسلہ عمل کی کڑیوں سے پیوستہ ہے اور عمل کا دارومدار توفیق اور نصرت الٰہی پر مبنی ہے۔

امام المتقین حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویریؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" میں رقم طراز ہیں کہ جب میں خداوند تعالیٰ سے توفیق کا طلبگار ہوتا ہوں تو اس سے میری مراد یہ ہوتی ہے کہ بندے کا حقیقی معاون و مددگار، یار و ناصر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے جو نیک اقدامات پر اس کی مدد کرے اور توفیق مزید عطا فرمائے اور توفیق حقیقی وہی سمجھی جا سکتی ہے جو خداوند تعالیٰ کی تائید و نصرت کے عین مطابق ہو، اور انسان بالفعل تمام اعمال کتاب و سنت میں 'توفیق کی صحت اور اہمیت پر بذات خود ناطق ہو۔ اس لیے راقم مترجم اپنے جملہ قارئین کے حق میں حق تعالیٰ سے اس نوع کے عمل کی توفیق کا خواہاں ہے۔

تیری توفیق سے بنے سب کام — اپنی کوشش سے کیا ہوا ہم سے

حضور احمد سلیم

بسمِ اللہ الرَّحمٰن الرَّحیمُ

بعد از حمد و ثنائے کردگار
سرورِ دیں پہ دُرودِ بے شمار
آلِ اطہار اور اصحابِ کرام
ان کی روحِ پاک پہ ہر دم سلام
بعض طالب حق کے آئے میرے پاس
اور آکر کی یہ مجھ سے التماس
اک رسالے کا کروں میں اہتمام
فائدہ جس سے اٹھائیں خاص و عام
فیض سے جس کے ہو عالم بہرہ یاب
اور ملے حق سے مجھے اجر و ثواب
چند یہ اوراق جو میں نے لکھے
ہیں مرے ان بھائیوں کے واسطے
ابتدا کی میں نے گو اس کام کی
فکر رہتی تھی اسی کی ہر گھڑی
چند راتیں استخارہ بھی کیا
تاکہ لے لوں اذنِ اپنے پیر کا
جدِّ اعلیٰ وہ مرے ہادیٔ دیں
پیرِ پیراں، شاہِ عرفان و یقیں

اس طریقے کے جو ہیں قطبِ زماں
غوثِ غواصانِ بحرِ بیکراں

ہادئ ملکِ شریعت جن کی ذات
دُرِّ دریائے طریقت جن کی ذات

معرفت کا درس عارف جن سے لیں
شاہبازِ لامکاں جن کو کہیں

جن کو خود بخشا ہو حق نے یہ مقام
ہیں مجدد الف ثانی لاکلام

اِذن کر کے مرحمت مجھ سے کہا
نظم کر اور کھوج اپنی بھی لگا

کمتریں عبدالنبی ابنِ حسن
اور حسن ابنِ محمد ، جانِ من

از محمد تا مجدد میرے پیر
ہیں مرے اجداد میرے دستگیر

اس سبب سے میں نے لکھے یہ ورق
تاکہ لیں سب طالبانِ حق سبق

" لذتُ الارواح " اب ہے یہ کتاب
طالبوں میں کب رہے گا اضطراب

پائی لذت جس نے پڑھ کر یہ ورق
کب رہا اس شخص کو درد و قلق

روحِ تازہ تن میں ہوگی موجزن
گرچہ تن اس کا ہو ملبوسِ کفن

حق تعالیٰ سے ہوں میں امیدوار
ہو مری یہ نظمِ تازہ کامگار

ہو یہ ہر صاحب نظر کے دلنشیں
منفعت بخشِ تمامِ سالکیں

رب مرا آساں کرے ترکیب میں
خاتمہ بالخیر ہو ترتیب میں

مانگتا ہوں تجھ سے توفیق اے خدا
تو ہے دانا تو ہی ہے مشکل کشا

قول روشن ہے یہ میرے شیخ کا
میری کوشش اور تیرا آسرا

سلوکِ سبعہ کی معرفت کے بارے میں

سات ہیں کل نقشبندیہ قدم
جن کو لاتا ہوں یہاں زیرِ قلم

پانچ عالم امر سے ہیں سن ذرا
غفلت اک پل کی نہیں جن میں روا

قلب و روح و سِرّ، خفی اخفیٰ کو جان
ان میں ہر اک کا جدا ہوگا بیان
ہے تعلق دو کا ان میں خلق سے
نفس اور قالب ہیں وہ، یہ جان لے
گو بیاں ہے ان میں ہر اک کا دقیق
میں بیاں اک اک کروں گا اے رفیق
ابتدا کرتا ہوں بہرِ سالکیں
ہے مجھے رب کی اعانت پہ یقیں
دل میں جن کے ہو طلب اس راہ کی
شیخ نے ان پہ کیا ہے لازمی
ہو میسّر قرب جس دم پیر کا
پیر فرمائے کہ جا خود کو مٹا
پہلے کر غسلِ ادب اور پاک ہو
اپنے خوں میں خود ہی نہلا آپ کو
بعد ازاں تو باندھ لے سر پہ کفن
ترک کر یہ مال و دولت، یہ وطن
ہر تعلق توڑ کر تنہا گزار
پھر رہِ تفرید میں ہو رہ سپار
پیر اسے پھر استخارے کو کہے
اور کہے رب کی اطاعت کے لیے

پھر کرے آگاہ اس ترتیب سے
سات راتیں آزمانے کو کہے
خواب میں جو کچھ نظر آئے تجھے
ہو تعلق خوب سے یا زِشت سے
ذکر عمل اس کے مطابق پیشِ پیر
با ادب رہ اور سمجھ خود کو حقیر
سب سے پہلے پیر یہ تعلیم دے
ماسوائے دیں سے وہ توبہ کرے
پھر کہے ذکر آنکھ بند اور ہونٹ سی
اور زبان تالو سے ہو پیہم لگی

لطیفۂ قلبی

اسمِ ذاتِ حق کی دے تعلیم اسے
اس کی عظمت قلبِ سالک میں بھرے
پھر توسط سے خیال و فکر کے
دل میں اسمِ پاک کو قائم کرے
اسمِ اعظم نام ہے اللہ کا
دل سے غیر اللہ کو تو دے مٹا

پھر توجہ سے وہ پیرِ با کمال
قلبِ سالک میں بھرے گا وجد و حال

جب حضوری کی اسے دولت ملے
وہ حضورِ قلب سے ذاکر بنے

جب حضورِ دل سے ہو ذکرِ خدا
آئے حق سے اس کی جانب مرحبا

ذکرِ حق سے قلب کو فانی کرے
دور خود سے نفسِ جسمانی کرے

ذکرِ حق میں ہوگیا جب دل قوی
کیا اسے قدرِ لباسِ دنیوی

جب فنائے قلب حاصل ہوگئی
چاہیے تصویر اب اک دوسری

قلب ہے پستانِ چپ میں جان لے
ہے یہی اس کی جگہ پہچان لے

نورِ قلبی کی معرفت کے بارے میں

اب بہ توفیقِ خدائے مہرباں
کرتا ہوں میں نورِ قلبی کا بیاں

نورِ قلبی زرد ہے مثلِ طلا
جو دلِ سالک کو دیتا ہے جِلا

جب دلِ سالک میں چھا جائے یہ نور
اس کو حاصل ہوگیا وصفِ حضور
دمبدم یہ نور بڑھتا ہی رہے
جسم کو دشتِ عدم میں گم کرے
پھر کہاں باقی رہے نام و نمود
جب فنا فی اللہ ہوجائے وجود
یہ قدم پہلا ہے ، کوشش کا محل
کرلے سالک جو بھی کرنا ہے عمل
نصف شب کو اٹھ کے پیشِ کبریا
کر تہجد با خلوصِ دل ادا
پھر تلاوت کر مگر تجوید سے
پڑھ درودیں جانِ من تاکید سے
ذکر کر اور غرق ہو جا نور میں
اور ہو جا محو اس مذکور میں
وہ خداوندِ کریم و کارساز
ہے رحیم و مہربان و بے نیاز
بہرہ پائے گا تو حق سے بالیقین
لایضیع اللہ اجر المحسنین

جہادِ قلبی کی معرفت کے بارے میں

اور اک تاکید ہے سن اے پسر
نفس امّارہ سے کر ہر دم حذر
کر خلافِ نفس جو کرنا ہے کام
تاکہ دوزخ میں نہ ہو تیرا مقام
سب سے پہلے نفس سے تُو کر جہاد
تاکہ زیر و پست ہو یہ نامراد
نفس اگر مانگے طعامِ خوش مزہ
روزہ رکھ لے پھر اسے بس جو کھلا
گرم روٹی گندمی چاہے اگر
اس کو ٹھنڈی جو کی روٹی دے پسر
نرم نانِ جو کی گر خواہش کرے
تو سکھا کر دھوپ میں، رکھ سامنے
سرد پانی تجھ سے یہ مانگے اگر
گرم کر کے تو اسے دے اے پسر
گر کہے بستر پہ سو جا رات کو
تو درِ مولا پہ حاضر باش ہو
روز و شب ذکرِ خدا میں کر بسر
الفتِ دنیا سے دل آزاد کر

دن کو روزہ اور راتوں کو قیام
رکھ عبادت اور ریاضت سے تو کام
رکھ ہمیشہ وردِ قرآن و دُرود
تاکہ ہو اسرار کا دل میں وُرود
کم سخن ، کم خواب اور کم ہو غذا
اور رکھ لوگوں سے کم ہی واسطہ
دین سے رکھ کام ، دنیا سے گزر
اہلِ دنیا سے تو کر دائم حذر
گر یہ دنیا دار سمجھیں تجھ کو خوار
صبر کر اس پر کہ ہو تو باوقار
صبر کر اپنی زباں سے کچھ نہ کہہ
بس تو اپنے ذکر میں مشغول رہ
چھوڑ شیخی اور بن جا پارسا
بعد ازاں درویش تو خود کو بنا
ہر لطیفے میں یونہی رکھ دیکھ بھال
یعنی زہد و اِتقا ہی کا خیال
ذکرِ حق سے دل جو پالے زندگی
تیری یہ منزل بھی گویا طے ہوئی

لطیفۂ روحی

بعدِ سیرِ قلب سیرِ روح کر
فاش ہوں سب راز تاکہ قلب پر
لے مدد "فتاح" سے ملتی ہے جو
ہے پرِ پرواز قلب و روح کو
ہے حیاتِ روح پیہم ذکرِ حق
طالبوں کا دوسرا ہے یہ سبق
روح کا ہے دائیں پستاں میں مکاں
مختلف اسرار ہیں جس میں نہاں
رکھ یہاں تو اسمِ ذاتِ حق کی فکر
اور جتنا ہو سکے رہ محوِ ذکر
کر نہ اپنی عمر غفلت میں بسر
عمرِ رفتہ آئی ہے کب لوٹ کر
کٹ گئے جو عمر کے دن رائیگاں
حیف، اب وہ لوٹ کر آئیں کہاں
ہو سکے تجھ سے جہاں تک نیک بن
نیکیوں ہی کو بنا اپنا چلن
صحبتِ صاحب دِلاں میں رہ مدام
اور ان ہی کی طلب رکھ صبح و شام

اس نصیحت کو مری اے جان سُن
یعنی گوشِ دل سے تو ہر آن سُن

نورِ روحی کی معرفت کے بارے میں

روح کا ہے سرخ نور اے جانِ من
ہے یہی جملہ مشائخ کا سخن
جب ہوا سالک کو حاصل یہ جمال
ذوق پاکر ہوگیا جزوِ جلال
روح جب تک ہے تری جزوِ بدن
ذکر کر، قبل اس کے تو پہنے کفن
ذکر کر اور خود کو بس کر دے فنا
تاکہ ہوں مردانِ روحانی عطا
ذکر میں فانی نہ ہو جب تک بدن
ذوق کب ہو طالبوں میں موجزن
ذوق پائے وہ کہ حق آگاہ ہو
چھوڑ دے جب ایں و آں تو شاہ ہو
ختم کر عبدالغنی اب یہ کلام
ہو نبیؐ پاک پہ ہر دم سلام

لطیفۂ سِرّی

"عَلَّمَ الْاِنْسَانَ" ہے حکمِ خدا
کر طلب، ہے راز جو اس میں چھپا
نَحنُ اقرب قولِ رب ہے اے حبیب
دیکھ تو اس کو رگِ جاں کے قریب
ذکرِ اسمِ ذات سے پا اس کا پھل
اور جو کچھ پیش آئے ۔ کر عمل
بعدِ سیرِ روح ۔ بہرِ سالکیں
سیرِ سری ہے بجودِ اہلِ دیں
ہے یہ میرے شیخِ کامل کا بیاں
قلب کے نیچے ہے یہ سِرّی مکاں
فاصلہ نیچے ہے تین انگشت کا
ذکر اس میں بھی تو رکھ جاری سدا
ذکر اتنا کر کہ بس ذاکر ہو تو
ہوں جہاں انوارِ حق حاضر ہو تو
کر فنا فی الذکرِ اپنی ذات کو
متصف اوصافِ رحمانی سے ہو
جب تجھے حاصل ہو یہ وصفِ جمیل
ہو جمالِ ذاتِ حق میں تو جلیل

نورِ تبری کی معرفت کے بارے میں

نورِ تبری ہے سفید الماس سے
اور شعلے ہیں لطیف اس میں بھرے
روز و شب اس نور کا تو رکھ خیال
اور اپنی ذات کو دے اس میں ڈھال
ہیں بہت اسرار اس میں بھی نہاں
سیر کر انوارِ تبری کی عیاں
جب تجھے مل جائے گا یہ بحرِ ذات
مدح خواں ہوگی تری سب کائنات
جب فنائے سر تجھے حاصل ہوئی
طے بحمد للہ یہ منزل ہوئی
اے مری جاں ، سعی کر ، کاہل نہ ہو
راہِ حق میں تو کبھی غافل نہ ہو
حق پرستی میں لگا رہ روز و شب
حق پرستوں ہی کو ملتی ہے طلب
وہ خدا جو ہے غنی الاغنیا
اس سے حاصل ہے سبھی کا مدعا
میرا مقصد بھی ہے بس ذاتِ خدا
غیرِ حق کی جستجو کب ہے روا

لطیفۂ خفی

ہے خفی کی سیر کا یوں ماجرا
ابر کی ظلمت میں جوں سورج چھپا
گر کرے مثلِ خضر ظلمت عبور
عینِ نوری ہے پئے آبِ ظہور
روح کے نیچے خفی ہے جان لے
اس کی در پردہ جگہ پہچان لے
فاصلہ نیچے ہے تین انگشت کا
کشف گر چاہے ، تو کوشش کر ذرا
خوب کرتا رہ تو ذکرِ اسمِ ذات
ہو تہجّد اور تدبّر با صفات
"فاذ کرونی" قولِ رب ہے یا عباد
نحن اذکرکم و انتم فی الفساد
ہے خدا رحمٰن و ستّار و غفور
اور بندہ درپئے فسق و فجور
بندہ ہونے کا نہیں ہے یہ نشان
جب کہ خالق ہے ترا وہ مہربان
بندگی کر ، بندگی کر ، بندگی
گر تجھے ہے پیشِ حق شرمندگی

کر تو اس چوتھے قدم میں ذکرِ حق
کی ذرا غفلت تو پھر ہو گا قلق
ذکر کر اے سالکِ راہ حیات
نفسِ ظلمانی سے ہو تجھ کو نجات

نورِ خفی کی معرفت کے بارے میں

ہے خفی کا نور اے سالک سیاہ
ترس و خوف و بیم سے پُر ہے یہ راہ
روزِ سالک ہے مثالِ تیرہ شب
ہر طلب کے بعد رکھتی ہے طلب
دمبدم سالک پہ ہو بارانِ نور
سیلِ نورِ حق کا اس میں ہو ظہور
منتظر رہ درمیاں انوار کے
تاکہ پردے سب اٹھیں اسرار کے
ڈوب کر تو اس میں جب فانی ہوا
دور ہر اک وصفِ جسمانی ہوا
نورِ حق کا جب ہوا تجھ میں وُرود
ہو گیا گویا فنا فی اللہ وجود
چشم ہو تر، دل کباب اور سینہ شق
طالبِ حق بن کے چل تو سوئے حق

کر تہجد اور نوافل میں طلب
ذکر و فکرِ حق بوقتِ نیم شب
فیضِ حق کے واسطے کر ذکرِ حق
فیض پہنچائے گا تجھ کو ہر سبق

لطیفۂ اخفیٰ

ذکرِ اخفیٰ کے لیے بھی اے پسر
ہوسکے تجھ سے جہاں تک جہد کر
ہو نہ غافل تو کبھی اس ذکر سے
ربط رکھ اس کے خیال و فکر سے
بند کر تو چشم اور گوش و زباں
تیری منزل کی یہی ہیں سیڑھیاں
درمیاں سینے کے ہے اخفا چھپا
فاصلہ اوپر ہے تین انگشت کا
اسمِ ذاتِ حق کو رکھ پیشِ نظر
اور تصور میں اسی کا ذکر کر
رات ہو یا دن تو رہ محوِ خیال
یہ جمال اک دن بنے تیرا جلال
اے پسر غافل نہ ہو تو ذکر سے
اور کاہل ہو نہ پل بھر فکر سے

تاکہ جاری خود بخود ہو تیرا ذکر
اور ہوا میں پر کشا شہبازِ فکر
جسم کو دیکھے گا تو بالکل فنا
مٹ گیا جب تو ، رہا کیا جز خدا

نورِ اخفیٰ کی معرفت کے بارے میں

ہے زمرد سے ہرا اخفیٰ کا نور
سالکوں پر اس کا ہوتا ہے ظہور
ہو سکے جتنا تو دیکھ اس نور کو
رکھ خیالوں میں اسے اور شاد ہو
اس میں خود کو محو یوں کر کے بتا
کچھ نظر آئے نہ بس اس کے سوا
اس طرح ہو غرق اس کے ذکر میں
بیخودی چھا جائے تیری فکر میں
وصف سے " الفقر فخری " کے ہوا
متصف جو ، وہ ہے فقرِ با صفا
ہیں جو اہلِ فقر ، ان کے واسطے
یہ دیا مژدہ رسولِ پاک نے
پھر ملے تجھ کو نیابت کی قبا
اور کرم کا تاج سر پر ہو سجا

تو بنے رخشِ محبت کا سوار
یعنی مطلق اوجِ رحمت کا سوار
ہو تو اسرارِ نہاں کا راز داں
اور محیطِ جملہ اشیا ، بے گماں
چشم و دل کو معرفت کی روشنی
ہمتِ عالی سے مل جائے تری
اور کلامِ حضرتِ خیرُ الانام
رہنما بن جائے تیرا ، والسّلام

لطیفۂ نفسی

بعض اہل دل ہیں کرتے آشکار
نفس کا بھی ہے لطائف میں شمار
درمیاں سرّ و خفی کے ہے چھپا
نفس جس کا نور ہے بے کیف سا
روز و شب رکھ واسطہ اس فکر سے
ہو نہ غافل ایک پل کو ذکر سے
کر یہ کوشش ہو تجھے حاصل فنا
نورِ حق سے وصل ہوجائے ترا

ہاتھ آیا جب یہ گنجِ بیکراں
مل گئی گویا کلیدِ آسماں
ساتواں بھی ہے سبق ان کے سوا
ہے وہ سلطان بے گماں اذکار کا
اس میں صوتِ سرمدی تو سُن سکے
پھر قبائے معرفت تُو بن سکے

پانچوں لطائف کے مشارب کے بارے میں کہ ہر مشرب کی نسبت کسی ایک نبیؑ سے ہے

مشرب ابوالبشر حضرت آدمؑ

پیش اب کرتا ہوں اک دلکش سخن
سن بگوشِ دل اے اے جانِ من
ان لطائف کا ، کیے تونے جو طے
انبیا کے مشربوں سے ربط ہے
مشربِ آدم پہ ہے قلب اے پسر
سالکوں کے ہیں جو اول راہبر

آپ کا مشرب جو سالک کو ملا
پورا اس کا ہوگیا ہر مدعا
مشربِ آدم پہ سالک ہے اگر
ہے جنابِ حق سے وہ نزدیک تر
وہ مقامِ عالمِ کبریٰ میں ہے
کرچکا یہ منزلِ عالی جو طے
ہیں فتوح و کشف ان کے جس قدر
پا اسی مشرب سے ان کو اے پسر
یہ سبق واجب ہے سالک کے لئے
ذکرِ حق کثرت سے وہ کرتا رہے
جب فنا ہو کر وجود اس کا مٹا
وصل کا پورا ہوا پھر مدعا
بے خودی ہستی میں پا جائے قرار
نور دیکھے مثلِ ابرِ نو بہار
اب اگر سالک کی یہ کوشش بھی ہو
دے جگہ دل میں وہ غیر اللہ کو
ہے یہ ناممکن کہ دل میں کوئی چیز
ماسوائے حق کے آئے ۔ اے عزیز
مکرِ شیطان ہو کہ شرِّ آدمی
یا ہو خیر و شرِّ حُبِّ دُنیوی"

ان سبھی سے تجھ کو مل جائے اماں
وصف تجھ سے ہو فرشتے کا عیاں
بن کے صابر کر تواضع اختیار
زہد و تقویٰ کو بنا اپنا شعار
رکھ محبت پر سخاوت کی بنا
اور رضا کو تو بنا عینِ قضا
حِرص و کِبر و بُغض سے رکھ خود کو دور
چاہیے بُغض و حسد سے بھی نفور
ہر ریاکاری سے تو بیزار ہو
بندگی کر ، بندۂ جبّار ہو
اور اک نکتہ بھی کرتے ہیں بیاں
غوثِ حق وہ شاہبازِ لامکاں
والی افلاک ، غوثِ بحر و بر
سید و سردارِ جنّات و بشر
وہ امامِ حق مرے جدِ بزرگ (۱)
وہ مرے اجداد کے جدِّ بزرگ
رحمتِ پروردگارِ خشک و تر
ہو سدا ان سب کی پاک ارواح پر

(۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ

منزلِ آخر پہ یہ عقدہ ہو وا
ہے مقام اک باطنی بھی قلب کا
چھ لطائف جس طرح ہیں ظاہری
ہے یہی تعداد ان کی باطنی
قلب و روح و سِر و اخفیٰ و خفی
باطنی ہیں اور پھر ہے نفس بھی
ان لطائف کی بِنا ہیں چھ اصول
عرش پر ان سب کا ممکن ہے حصول
ہوگا بس اپنی جگہ پر وہ بیاں
خود سمجھ لے ہے اگر تو نکتہ داں

مشربِ حضرت ابراہیمؑ و نوحؑ

نوح و ابراہیم کے مشرب پہ روح
پاتی ہے ذکرِ دوامی سے فتوح
دونوں نبیوں کے ہے یہ زیرِ قدم
یہ ولایت خاص ہے ، ہرگز نہ کم
کر دوامی ذکرِ روحی اس قدر
تو فنا ہوجائے اس میں سر بسر
اس کے ساغر پی ہمیشہ ذوق سے
ڈال اس کو دل میں اپنے شوق سے

زندگانی کی تجھے راحت ملے
معرفت ہوجائے یوں حاصل تجھے
وہ جمالِ بے زوالِ لم یزل
ہو نصیبِ سالکانِ باعمل
جب ہو سالک غرقِ انوارِ خدا
حاصل اس کو ہوگیا وصفِ فنا
تجھ کو اے سالک فنائے روح پر
سرخ و زرد انوار آئیں گے نظر
جس طرح ہوتے ہیں شعلے آتشیں
روحِ اعظم کو تو دیکھے بالیقیں
روح کو ہے قلب پر جو برتری
عرش پر ہے آشیاں اس کا یونہی
سیرِ روحی میں ملے ہر ہر قدم
سیر عرش و کرسی و لوح و قلم
سیرِ جنت سیرِ دوزخ بھی کرے
سیرِ اخیار البشر کا دم بھرے
سیرِ روحِ اولیاء و اتقیا
سیرِ اہل اللہ و جملہ اصفیا
جب ہوں سالک کو یسر یہ مقام
پائے خلعت دو جگہ سے لاکلام

رہنما ہوں دونوں پیغمبر یہاں
سیر ہو اس کی ورائے لامکاں
زہد و تقویٰ کو بنا اپنا شعار
ذکرِ حق کی فکر رکھ لیل و نہار

مشربِ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ

مشربِ موسیٰ پہ ہے سیر اے پسر
تو سمجھ اس کو جو ہے صاحب نظر
سیرِ سِرّی تب ہی ممکن ہو سکے
دے مٹا خود کو تو خویش و غیر سے
مشربِ موسیٰ پہ ہے سالک اگر
ہے جوارِ حق میں وہ نزدیک تر
اس لطیفے کے سبب اس کو ملے
وصلِ کامل بارگاہِ قدس سے
جس کو حاصل ہو ولایت موسوی
مثلِ موسیٰ ہو ندیمِ حق وہی
سالکوں پر ہو یہاں مانندِ طور
ہر حقیقت کی تجلّی کا ظہور

نورِ سرخ و زرد اور نورِ سفید
دامِ سالک میں یہ سب ہوجائیں قید
منتظر ہو ان میں کل انوار کا
تاکہ اس پر کشف ہو اسرار کا
اور ان میں خود کو وہ فانی کرے
تاکہ سیرِ خلقِ جسمانی کرے
پھر فنا فی الشیخ کھینچے کچھ نہ طول
ہو فنا اس کی فنائے فی الرسول
بعد ازاں وہ شمعِ بزمِ اِتّقا
بہرِ امت شافعِ روزِ جزا
ہو وہ خود ہی رہنمائے سالکاں
اور پہنچائے اسے تا لامکاں
وصلِ با مقصد ہو سالک کو نصیب
وہ جوارِ حق سے ہو بالکل قریب
کرلے اے سالک مگر سعیٔ تمام
تاکہ پائے دولت دارالسلام

پیر کا مرید کو اجازت دینا

جب یہ دولت بے بہا پائے مرید
اس پہ کھل جائیں گے اسرارِ مزید

لائقِ سجّادہ اب وہ ہوگیا
اہل ہے وہ کاروبارِ فقر کا
دے اجازت اس کو پیرِ سالکیں
ہو وہ سجّادے پہ اس کا جانشیں
بخش دے خرقہ خلافت کا اسے
سر پہ تاج اس کے نیابت کا رکھے
اِذن یہ بھی دے اسے پیرِ شفیق
عام کر دے وہ یہ تعلیمِ طریق
راشد و نافع جہاں میں وہ بنے
بہرہ ور سالک ہوں اس کے فیض سے
اے خدا تو دے کے یہ گنجِ گہر
سالکوں کو خود ہی فرما بہرہ ور

ختمِ کتاب کے بارے میں

حمد لائق ہے خدائے پاک کو
راز داں جس نے بنایا خاک کو
خلق میں دے کر اسے عِزّ و شرف
نعمتیں مخصوص کر دیں صف بصف

اس کا جو ہے مقصدِ دنیا و دیں
وہ اسے کرتا ہے پورا بالیقیں
اس نے چھوڑا بینوا کس کو یہاں
اس کی رحمت سب پہ ہے سایہ کناں
میں ہزاروں شکر کرتا ہوں ادا
رب نے پورا کر دیا مقصد مرا
سالِ ہجری تھا ، ہوا جب ختم کام
ایک ہزار اور دو سو تیرہ ، والسلام (۱)
اور تھی شوال کی تاریخ دس
گر تجھے تاریخ کی بھی ہے ہوس
اس رسالے کا ہوا جب اختتام
محض عند اللہ بہرِ خاص و عام
پڑھ کے جو اس نظم کو ہو کامگار
فاتحہ کا اس کی ہوں امیدوار
بارِ عصیاں سے مرا دل ہے دو نیم
مغفرت فرمائے تواب الرحیم
کمتریں عبدالنبی کا ہو سلام
احمدؐ و آل و صحابہ پہ مدام

مطابق ۳ اکتوبر ۱۷۹۸ء

(۱) ۱۰ شوال المکرم ۱۲۱۳ھ

سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ

کے ایک اور معروف بزرگ ثانی الالف ثانی حضرت خواجہ

حاجی حافظ محمد حسن جان رحمت اللہ علیہ کی فارسی تالیف

شرحِ حکم عطاء الٰہی

کا اردو ترجمہ مع ان حالات وواقعات کی تفصیل جو

۱۹۴۷ء میں سرہند شریف سے ہجرت کے موقع

پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمتہ کی اولاد امجاد کو

پیش آئے :

حسب الحکم

فضیلت مآب عالی جناب حضرت مولانا حاجی عبدالوحید جان مدظلہ،

سجادہ نشین درگاہِ ٹنڈو سائیں داد، ضلع حیدرآباد قلمبند کی گئی۔

مترجم

پروفیسر محمود احمد حلیم